160
سلسلہ منبر اللجنۃ العلمیۃ

التبیان
Islamic Center

خطبہ جمعۃ المبارک

خطبہ رائٹر

حافظ زبیر بن خالد مرجالوی حفظہ اللہ تعالی

عنوان

ہمارے اعمال کیسے قبول ہو سکتے ہیں؟

08 اپریل 2022ء   06 رمضان 1443ھ

زیر اہتمام

التبیان اسلامک سنٹر لاہور پاکستان

0308-6222418 0311-1701903

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہمارے اعمال کیسے قبول ہو سکتے ہیں؟

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا ا للّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اَمَّا بَعدُ فَاَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ(مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً ۖ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

﴿سورة النحل:97﴾

برادران اسلام!

نیک اعمال ایک مسلمان کا رأس المال ہیں، ان ہی انسان کو پیدا کیا گیا، ان ہی کا حساب ہوگا اور ان ہی پر اس کی دنیا کی پاکیزہ زندگی اور آخرت میں جنت کی زندگی کا دارومدار ہے۔

ہم اپنی زندگی میں حتی الوسع کافی کوشش کرتے ہیں کہ ہم زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کریں۔ مگر ہمیں اس بات کا علم نہیں کہ اللہ کے ہاں قبولیت عمل کی شرائط کیا ہیں؟ یعنی اللہ ہمارے کونسے اعمال قبول کرتا ہے؟ عمل صالح کب بنتا ہے؟

بھائیو! کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اعمال تو بہت زیادہ کریں، مگر وہ اعمال اللہ کی شرائط پر پورے ہی نہ اتریں اور ہمارے سارے کے سارے اعمال ضائع اور برباد ہو جائیں۔

اس لیے انتہائی ضروری ہے کہ ان اسباب کو جاننے کی کوشش کریں جن کی بدولت ہمارے کیے ہوئے نیک اعمال کو اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازے۔

قبولیتِ عمل میں معاون اسباب

① اللہ پر ایمانِ کامل:

اعمال کی قبولیت میں پہلی شرط ایمان باللہ ہے، اگر اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ ہو تو جتنے مرضی نیک کام کرتے

جائیں وہ عنداللہ قابل قبول نہ ہوں گے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿سورة النحل:97﴾

''جو کوئی بھی نیک عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مؤمن ہو تو ہم اسے (دنیا) میں پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور (آخرت میں) ان کا اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق عطا کریں گے''۔

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُم مَّشْكُورًا (بنی اسرائیل:19)

اور جو آخرت چاہتا ہے اور اس کے لیے مناسب کوشش بھی کرتا ہے اور وہ مومن بھی ہے تو ایسے لوگوں کی کوشش مقبول ہوگی۔

اس کے مقابلے میں وہ شخص جو ایمان نہ لائے، اس کا کوئی عمل بھی اللہ کے ہاں قابل قبول نہیں ہوتا۔ جیسا کہ رب تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا (الکهف:103/105)

کہہ دو کیا میں تمہیں بتاؤں جو اعمال کے لحاظ سے بالکل خسارے میں ہیں۔ وہ جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں کھوگئی اور وہ خیال کرتے ہیں کہ بے شک وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب کی نشانیوں کا اور اس کے روبرو جانے کا انکار کیا ہے پھر ان کے سارے اعمال ضائع ہوگئے سو ہم ان کے لیے قیامت کے دن کوئی وزن قائم نہیں کریں گے۔

البتہ وہ شخص جو پہلے تو مومن نہیں تھا، پھر ایمان لے آیا۔ ایمان کی وجہ سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے پہلے اعمال کو بھی نیکیوں میں تبدیل فرما دے۔ چنانچہ سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی:

يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَرَأَيْت أَشْيَاءَ كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الجَاهِلِيَّةِ مِنْ صَدَقَةٍ أَوْ عَتَاقَةٍ،

وَصِلَةِ رَحِمٍ، فَهَلْ فِيهَا مِنْ أَجْرٍ؟
اے اللہ کے رسول! مجھے ان کاموں کے بارے میں بتائیں جنہیں میں زمانہ جاہلیت میں نیکی سمجھ کر کیا کرتا تھا۔ مثلاً صدقہ کرنا، غلام آزاد کرنا اور صلہ رحمی تو کیا ان کاموں کو مجھے اجر ملے گا؟
تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
أَسْلَمْتَ عَلَى مَا سَلَفَ مِنْ خَيْرٍ
تم نے اپنی سابقہ نیکیوں سمیت اسلام قبول کیا ہے۔

صحیح البخاری:1436

۲ اخلاص:

اخلاص یہ ہے کہ نیک عمل خالصتاً اللہ کیلئے ہو اور اس کا مقصود دنیا کا حصول، ریاکاری یا غیر اللہ کی خوشنودی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ (سورۃ البینۃ:5)

’’اور انہیں صرف یہی حکم دیا گیا تھا کہ اللہ کی عبادت کریں دین کو اسی کیلئے خالص کرتے ہوئے بالکل یکسو ہو کر اور نماز قائم کریں اور زکواۃ دیں اور یہی محکم دین ہے‘‘۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّينَ أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ (سورۃ الزمر:3)

’’پس آپ اللہ ہی کی عبادت کریں، اسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے۔ خبردار! اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خالص عبادت کرنا ہے‘‘۔

اسی طرح سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى أَجْسَادِكُمْ، وَلَا إِلَى صُوَرِكُمْ، وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ

’’بے شک اللہ تعالیٰ تمھاری شکلوں اور تمھارے مالوں کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمھارے دلوں اور تمھارے عملوں کی طرف دیکھتا ہے۔‘‘

صحیح مسلم:2564

اسی طرح سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا كَانَ لَهُ خَالِصًا، وَابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُهُ

بلاشبہ اللہ تعالیٰ صرف اسی عمل کو قبول فرماتا ہے جو خالص اسی کے لیے کیا گیا ہو اور اس عمل سے اللہ کی رضا ہی مقصود ہو۔

سنن النسائی: 3140، قال الالبانی: صحیح

③ محبت الٰہی اور خشیتِ الٰہی:

یہ دونوں شرائط بھی ضروری ہے کیونکہ ہر وہ عمل جو خشیتِ الٰہی اور محبتِ الٰہی پر مبنی نہ ہو، وہ عبادت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کو حد درجے کی محبت جو عاجزی اور انکساری کے ساتھ ہو، مطلوب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ (سورۃ البقرۃ:165)

”بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں، جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیئے اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں“۔

④ اتباعِ سنت:

اعمال کی قبولیت میں ایک بنیادی بات یہ ہے کہ وہ عمل رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق ہو۔ اگر ہمارا کیا ہوا کوئی عمل سنت کے مطابق نہ ہوا تو قابل قبول نہیں، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ

”جس نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جو ہمارے طریقے پر نہیں تو وہ عمل مردود ہے“۔

صحیح مسلم: 1718

اسی طرح ایک معروف واقعہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں آیا۔ چنانچہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

جَاءَ ثَلاَثَةُ رَهْطٍ إِلَى بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوهَا، فَقَالُوا: وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ، قَالَ أَحَدُهُمْ: أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَصُومُ الدَّهْرَ وَلاَ أُفْطِرُ، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلاَ أَتَزَوَّجُ أَبَدًا

تین حضرات (علی بن ابی طالب، عبداللہ بن عمرو بن العاص اور عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم) نبی کریم

ﷺ کی ازواج مطہرات کے گھروں کی طرف آپ کی عبادت کے متعلق پوچھنے آئے، جب انہیں حضور اکرم ﷺ کا عمل بتایا گیا تو جیسے انہوں نے اسے کم سمجھا اور کہا کہ ہمارا آپ ﷺ سے کیا مقابلہ! آپ کی تو تمام اگلی پچھلی لغزشیں معاف کر دی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ آج سے میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے سے رہوں گا اور کبھی ناغہ نہیں ہونے دوں گا۔ تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے جدائی اختیار کر لوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔

پھر آپ ﷺ تشریف لائے اور ان سے پوچھا:

أَنْتُمُ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا، أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلَّهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ، لَكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي

کیا تم نے ہی یہ باتیں کہی ہیں؟ سن لو! اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ رب العالمین سے میں تم سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں۔ میں تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار رہوں لیکن میں اگر روزے رکھتا ہوں تو افطار بھی کرتا ہوں۔ نماز پڑھتا ہوں (رات میں) اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں۔ میرے طریقے سے جس نے بے رغبتی کی وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔

صحیح البخاری: 5063

⑤ ریاکاری سے اجتناب:

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے نیک اعمال قبول ہوں۔ تو اس کی ایک شرط یہ ہے کہ ہمارے اعمال میں ریاکاری نہ ہو۔ ہمارے سارے اعمال ریاکاری کے بغیر ہوں۔ کیونکہ ریاکاری سے کیا گیا کوئی بھی عمل اللہ کے ہاں قابل قبول نہیں ہوتا۔ چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ گئے تو اہل شام میں سے ناتل (بن قیس جزامی رئیس اہل شام) نے ان سے کہا: شیخ! مجھے ایسی حدیث سنائیں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو، کہا: ہاں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتُشْهِدْتُ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِأَنْ يُقَالَ: جَرِيءٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ، وَعَلَّمَهُ وَقَرَأَ الْقُرْآنَ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا،

قَالَ : فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ : تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ، وَعَلَّمْتُهُ وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ، قَالَ : كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ : عَالِمٌ، وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ : هُوَ قَارِئٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللهُ عَلَيْهِ، وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهِ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ : فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ : مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ، قَالَ : كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ : هُوَ جَوَادٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ، ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ

قیامت کے روز سب سے پہلا شخص جس کے خلاف فیصلہ آئے گا، وہ ہوگا جسے شہید کر دیا گیا۔ اسے پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی (عطا کردہ) نعمت کی پہچان کرائے گا تو وہ اسے پہچان لے گا۔ وہ پوچھے گا تو نے اس نعمت کے ساتھ کیا کیا؟ وہ کہے گا: میں نے تیری راہ میں لڑائی کی حتی کہ مجھے شہید کر دیا گیا۔ (اللہ تعالیٰ) فرمائے گا تو نے جھوٹ بولا۔ تم اس لیے لڑے تھے کہ کہا جائے: یہ (شخص) جری ہے۔ اور یہی کہا گیا، پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا تو اس آدمی کو منہ کے بل گھسیٹا جائے گا یہاں تک کہ آگ میں ڈال دیا جائے گا اور وہ آدمی جس نے علم پڑھا، پڑھایا اور قرآن کی قراءت کی، اسے پیش کیا جائے گا۔ (اللہ تعالیٰ) اسے اپنی نعمتوں کی پہچان کرائے گا، وہ پہچان کر لے گا، وہ فرمائے گا: تو نے ان نعمتوں کے ساتھ کیا کیا؟ وہ کہے گا: میں نے علم پڑھا اور پڑھایا اور تیری خاطر قرآن کی قراءت کی، (اللہ) فرمائے گا: تو نے جھوٹ بولا، تو نے اس لیے علم پڑھا کہ کہا جائے (یہ) عالم ہے اور تو نے قرآن اس لیے پڑھا کہ کہا جائے: یہ قاری ہے، وہ کہا گیا، پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا، اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا حتی کہ آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ اور وہ آدمی جس پر اللہ نے وسعت کی اور ہر قسم کا مال عطا کیا، اسے لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کی پہچان کرائے گا، وہ پہچان لے گا۔ اللہ فرمائے گا: تم نے ان میں کیا کیا؟ کہے گا: میں نے کوئی راہ نہیں چھوڑی جس میں تمہیں پسند ہے کہ مال خرچ کیا جائے مگر ہر ایسی راہ میں خرچ کیا۔ اللہ فرمائے گا: تم نے جھوٹ بولا ہے، تم نے (یہ سب) اس لیے کیا تا کہ کہا جائے، وہ سخی ہے، ایسا ہی کہا گیا، پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا، تو اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا، پھر آگ میں ڈال دیا جائے گا۔

صحیح مسلم:4923

⑥احتساب فی العمل:

اس کا معنی یہ ہے کہ عملِ صالح کی اللہ تعالیٰ سے اجر کی امید کی جائے۔احادیث نبویہ میں احتساب کا ذکر کثرت سے آتا ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

جس نے ایمان اور ثواب کی نیت سے رمضان میں قیام کیا،اس کے سابقہ گناہ بخشش دیئے جاتے ہیں۔

صحیح البخاری:37

اسی طرح سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

جس نے ایمان اور ثواب کی نیت سے رمضان میں روزے رکھے،اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

صحیح البخاری:38

اسی طرح سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَامَ لَيْلَةَ القَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

جس نے ایمان اور ثواب کی نیت سے لیلۃ القدر کا قیام کیا،اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

تو ان احادیث سے پتا چلتا ہے کہ جو بھی کام کرنا چاہیے اس میں ثواب کی نیت ہونی چاہیے۔

⑦صدق فی العمل:

صدق فی العمل یعنی انسان اپنے عمل میں سچا ہو۔صدق کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کمال عزم کے ساتھ اللہ کے راستے پر چلتے ہوئے نیک عمل کرے جس عمل پر ابھارنے والی چیز صرف اللہ کی رضا ہو اور اس عمل سے دنیاوی امور یا نفسانی خواہشات کا تعلق نہ ہو۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ (سورۃ الحشر:8)

”(مال فيئ وغیرہ)ان فقراء مہاجرین کیلئے ہے کہ جو اپنے گھروں اور اموال سے نکال دیئے گئے کہ وہ اپنے رب کا فضل اور اس کی خوشنودی تلاش کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں،یہی سچے لوگ ہیں“۔

⑧ اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور اللہ کی کتاب کا تأثر قبول کرنا:

مومن اللہ سے ملاقات کا شوق اور اللہ کے سامنے پیش ہونے کا خوف رکھتا ہے جو اسے گناہوں سے بچنے اور نیک اعمال کرنے کا رغبت دلاتا ہے اور اللہ کی کتاب سے متاثر ہونے کا مطلب ہے کہ یہ اچھی طرح جان لے کہ کتاب الٰہی میں جو حکم ہے اس کی اتباع اور پیروی میں سعادت ہے اور اس کی مخالفت میں ہلاکت ہے۔ غیر اللہ سے متاثر ہوکر کوئی عمل کرنا، مثلاً کوئی شخص نیک عمل کرتا ہے لیکن اللہ کا حکم سمجھ کر نہیں بلکہ اپنی پارٹی، فرقہ، امام، پیر و مرشد وغیرہ سے متاثر ہوکر تو یہ کسی بھی طرح اعمال صالحہ قرار نہیں پائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ‎ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا (سورة الكهف:103/ 105)

’’آپ فرما دیجئے: کیا ہم تمہیں ان لوگوں کے بارے میں نہ بتلائیں جو اعمال کے حساب سے سخت خسارہ پانے والے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کی ساری جد و جہد دنیا کی زندگی میں ہی برباد ہوگئی اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم بڑے اچھے کام کر رہے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب کی آیتوں کا اور اس کی ملاقات کا انکار کیا پس ان کے سارے اعمال ضائع ہوگئے۔ اس لئے ہم قیامت کے دن ان کے لئے کوئی وزن قائم نہیں کریں گے‘‘۔

⑨ حرام کاموں سے اجتناب:

قبولیت عمل کے لیے حرام کام سے اجتناب کرنا بھی انتہائی ضروری ہے، چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کا ذکر فرمایا:

يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ، يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ، يَا رَبِّ، يَا رَبِّ، وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ، فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ؟

ایک شخص دور دراز کا سفر کرتا ہے اس کے بال پراگندہ اور غبار آلود ہوتے ہیں وہ اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا کر کہتا ہے، اے رب! اے رب! جبکہ اس کا کھانا حرام ہوتا ہے، اس کا پینا حرام ہوتا ہے اس کا لباس حرام ہوتا ہے اور حرام ہی سے اس کی پرورش ہوئی ہوتی ہے تو اس کی دعا کہاں قبول ہوگی؟

صحیح مسلم:1015

⑩ گناہوں کو چھوڑ دینا:

بہت اچھاہ ہوگا اگر نیک کام کرنے سے پہلے اپنے سابقہ گناہوں کی معافی مانگ لی جائے، کیونکہ گناہوں کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ نیک کام قبول نہیں فرماتے، جیسا کہ ارشاد ہے:

قُلْ أَنْفِقُوا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا لَنْ يُتَقَبَّلَ مِنْكُمْ إِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فَاسِقِينَ (سورة التوبة:53)

کہہ دو تم خوشی سے خرچ کرو یا ناخوشی سے تم سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا، بے شک تم نافرمان لوگ ہو۔

⑪ حقوق العباد کو ادا کرنا:

حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی بہت ضروری ہے، یہ بات رسول اللہ کی ایک حدیث مبارکہ سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں:

نبی کریم ﷺ نے ایک بار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا:

أَتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ؟قَالُوا : الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ، فَقَالَ :إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ، وَصِيَامٍ، وَزَكَاةٍ، وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا، وَقَذَفَ هَذَا، وَأَكَلَ مَالَ هَذَا، وَسَفَكَ دَمَ هَذَا، وَضَرَبَ هَذَا، فَيُعْطَى هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضَى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ

تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا ہم تو مفلس اسے کہتے ہیں جس کے پاس روپیہ پیسہ یا مال و متاع نہ ہو۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک میری امت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن بہت سی نمازیں، روزے اور زکاۃ و خیرات لے کر آئے گا لیکن اس حال میں آئے گا کہ کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون ناحق بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا۔ لہٰذا اس کی نیکیوں میں سے کچھ اس فلاں کو اور کچھ اس فلاں کو دے دی جائیں گی، حق والوں کا حق پورا ہونے سے پہلے اگر اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو ان (حق والوں) کی خطائیں اس پر ڈال کر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

صحیح مسلم:2581

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنت میں جانے کے لیے صرف حقوق اللہ کی ادائیگی ہی ضروری نہیں بلکہ حقوق العباد کا بھی خیال کرنا ہوگا۔

⑫ نیک اعمال کے بعد دعا کا اہتمام کرنا:

اعمال صالحہ کی توفیق، اسکی قبولیت اور حفاظت کیلئے دعاؤں کا اہتمام کرنا نہایت ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہر نماز کے بعد پڑھنے کی جو دعا سکھائی ہے وہ اعمال صالحہ کیلئے جامع دعا ہے۔ چنانچہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے انکا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: اے معاذ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد اس دعا کو پڑھنا نہ چھوڑنا:

اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ.

''اے اللہ میری مدد کر اپنے ذکر وشکر کرنے پر اور اچھی طرح عبادت کرنے پر''

اور سیدنا سلیمان علیہ السلام کی دعا:

رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ ﴿سورة النمل:19﴾

''اے میرے پروردگار! مجھے ہمیشہ توفیق دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکریہ ادا کرسکوں جن سے تو نے مجھے اور میرے والدین کو نوازا ہے اور ایسا نیک عمل کروں جسے تو پسند کرے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں داخل کر''

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے چالیس سال کی پختہ عمر پر پہنچنے پر اپنے بندوں جو دعا سکھائی ہے:

رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي ۖ إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿سورة الأحقاف:15﴾

''اے میرے رب: مجھے توفیق دے کہ میں تیرے اس احسان کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر فرمایا ہے اور یہ کہ میں ایسے نیک اعمال کروں جن سے تو راضی ہو اور میرے لئے میری اولاد میں نیکی اور خیر رکھ دے۔ بیشک میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں یقیناً فرمانبرداروں میں سے ہوں''۔

بیت اللہ کی تعمیر کے بعد سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (سورۃ البقرۃ:127)

”اور (یاد کرو) جب ابراہیم اور اسماعیل علیہ السلام خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے (تو دونوں دعا کر رہے تھے) کہ اے ہمارے رب! تو ہم سے (یہ خدمت) قبول فرما لے، بیشک تو خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے“۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس ماہ رمضان میں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کی توفیق عطاء فرمائے اور انہیں اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین

❀❀❀❀

رائٹر: حافظ زبیر بن خالد مرجالوی حفظہ اللہ

ہمارے خطبات اور دروس حاصل کرنے کے لیے رابطہ کیجئے

کال کے لیے:
حافظ زبیر بن خالد مرجالوی
03086222418

واٹس ایپ رابطہ کے لیے:
03111701903
03026604440